© rasailojaraid.com

اختلافی مسائل پر صحیح رویّہ

ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر، جنھیں بعض حضرات فروعی بھی کہتے ہیں، بہت سے حضرات لڑتے جھگڑتے ہیں، دست و گریباں ہو جاتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا مناسب ہے؟

آپ کے سوال میں تین پہلو قابل غور ہیں: اولاً، کیا اختلاف کی بنا پر دست و گریباں ہو جانا مناسب ہے؟ ثانیاً، کیا لڑنا جھگڑنا خود جائز ہے اور ثالثاً، کیا فروعی، جزوی اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں اختلاف اور جھگڑنے کی گنجایش ہے؟ قرآن و حدیث پر اگر ایک سرسری نظر بھی ڈال لی جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اختلاف کی بنا پر دست و گریباں ہونا کم از کم ایک مومن صالح کے لیے ممکن نہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن پر ہاتھ نہیں اٹھاتا بلکہ وہ دوسرے مومن کی ڈھال ہوتا ہے۔ ایک فرد کے منافق ہونے کے لیے یہ کافی قرار دیا گیا ہے کہ جب بات کرے "تو تو، میں میں" پر اتر آئے اور غلط زبان کا استعمال کرے۔ گویا نہ صرف ہاتھ بلکہ زبان سے بھی کسی مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نامناسب اور ناجائز قرار دے دیا گیا۔ قرآن کریم نے رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی جامع اصطلاح سے یہ بات واضح فرما دی کہ باہمی تعلق کی بنیاد شدت پرستی، نفرت، ٹکراؤ اور جھگڑا نہیں بلکہ مودت، رحمت، اخوت، انس، رواداری اور لطف و کرم ہے۔ اسی بنا پر قرآن کریم نے دو بھائیوں کے درمیان جھگڑے کی صورت میں یہ نہیں فرمایا کہ دور سے بیٹھ کر تماشا دیکھو اور نظارہ کرتے رہو کہ ایک، دوسرے کا کیا حشر کر رہا ہے، نہ یہ فرمایا کہ جب کبھی فرصت مل جائے اور کرنے کا کوئی کام نہ ہو تو صرف ایک آدھ نصیحت کر کے دونوں فریقوں کو متوجہ کر دو بلکہ سورۃ الحجرات میں یہ حکم دیا کہ اگر کوئی نزاع اور جھگڑا ہو تو اپنے بھائیوں میں صلح کرا دو۔ (فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ) اور اگر ان میں سے ایک حق کی طرف آنے کو تیار نہ ہو تو جو حق پر ہو، اس کا ساتھ دو۔ گویا اسلام خاموش تماشائی بننے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ انسانی فطرت کی اس کمزوری کو تسلیم کرتا ہے کہ بعض اوقات نزاع اور جھگڑے کی شکل بہت بھلے اور نیک افراد کے معاشرے میں بھی ہو سکتی ہے، اور جب ایسا ہو تو ان کی اصلاح کرنا امت کا فریضہ ہے۔

اب اصل مسئلے کی طرف آیئے۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو معقولیت کے دائرے میں رہتے ہوئے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ اختلاف کا حق دیتا ہے اور آزادی رائے اور شوریٰ کو دین کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ قرآن و حدیث میں جس شوریٰ کا ذکر ہے وہ ہر بات پر مہر صداقت ثبت کر دینے کا نام نہیں ہے بلکہ ایک سے زائد موقف، آرا اور اختلاف رکھتے ہوئے باہمی تبادلہ خیالات، دلائل کے تبادلے، غور و خوض کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد عزم الامور [متفقہ فیصلہ] تک پہنچنے کا نام ہے۔ اس سلسلے میں لازمی طور پر مسائل چاہے فروعی و جزوی ہوں یا بنیادی اور کلیدی، ان پر تبادلہ خیال بھی ہو گا اور اختلاف بھی ہو گا، جب ہی تو شوریٰ ہو گی۔ گویا اسلام اختلاف کرنے کو نہ جرم سمجھتا ہے، نہ اس سے روکتا ہے بلکہ تعلیم و تربیت کے ذریعے وہ حریت فکر اور آزادی رائے کی تعلیم دیتا ہے جس میں ایک بوڑھی عورت بھی حضرت عمرؓ سے جب چاہے اور جہاں چاہے سوال کر لے اور ایک خاتون، خلیفہ وقت سے قرآن کی دلیل کی بنا پر مہر کے معاملے میں اختلاف کرتے ہوئے یہ کہہ دے: "عمرؓ! جو حق اللہ نے ہمیں دیا ہے، تم اسے محدود نہیں کر سکتے"۔

اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ غیر ضروری طور پر معمولی سے معمولی مسئلے میں جب تک اختلاف نہ کر لیا جائے، دین مکمل نہیں ہو گا۔ مسائل چاہے معمولی ہوں یا بڑے، اسلام میں اختلاف کرنے اور رکھنے کی گنجائش موجود ہے، شرط صرف یہ ہے کہ اس اختلاف کے لیے قرآن و حدیث سے کوئی بنیاد موجود ہو۔

یہ اختلاف کیوں ہیں؟ انھیں کیسے دور کیا جائے، یہ ایک بالکل الگ مسئلہ ہے اور آپ کے سوال میں اس طرف کوئی اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔ اس لیے جواب کو آپ کے سوال کی حد تک محدود رکھتے ہوئے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اسلام نے اختلاف کا جو ادب و اخلاق ہمیں سکھایا ہے اس میں اختلاف رکھتے ہوئے باہمی محبت و اخوت کو شرط قرار دیا ہے۔ اگر ایک بھائی صلوٰۃ میں بالجہر آمین کہتا ہے اور ایک خاموشی سے، اگر ایک سینے کے اوپر قلب کے قریب ہاتھ باندھتا ہے اور ایک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتا ہے تو جب تک سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے لیے بنیاد موجود ہے، کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اپنی تعبیر اور رائے دوسرے پر مسلط کرے۔ جن حضرات کی طرف ہم رہنمائی کے لیے دیکھتے ہیں، انھیں اپنا امام کہتے ہیں، انھوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کے باوجود محبت، احترام، حتیٰ کہ اپنے مسلک سے ہٹ کر ان کی پیروی کرنے میں کوئی تکلف نہیں کیا۔ حضرت امام شافعیؒ نے جب مدینہ منورہ میں نماز پڑھی تو حضرت امام مالکؒ کی رائے کے احترام میں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی کہ امام مدینہ ایسا کرتے تھے گو حضرت امام شافعیؒ کی اپنی رائے اس سنت کے حق میں تھی، جس میں ہاتھ سینے کے اوپر باندھ کر نماز پڑھنا افضل تھا۔

ہم جس امت کے افراد ہیں اس میں ہمارے ائمہ نے ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے محبت و احترام کو ہر ہر سطح پر باقی رکھا۔ یہ ہماری اپنی تاریخ، روایت اور ثقافت سے لاعلمی ہے کہ ہم معمولی معمولی اختلافات کو بڑھا چڑھا کر آپس میں دشمنی، جھگڑے اور فساد کا سبب بنا لیتے ہیں۔ قرآن عظیم نے سورہ الحجرات میں جس اخوت کی تعلیم دی ہے، یہ اس کے بالکل منافی ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اختلافات جو بعض اوقات بالکل فطری ہوں گے، رکھنے کے ساتھ ساتھ باہمی محبت کو بڑھایا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخوت کا تقاضا ہے کہ اگر ہم کسی بھائی کو کسی دوسرے بھائی کے بارے میں نامناسب زبان استعمال کرتے ہوئے پائیں تو فوراً اس کی اصلاح کریں کہ حدیث نے صاف کہہ دیا: الدین نصیحۃ۔ اگر وہ غلط بیانی کر رہا ہے تو فوراً متوجہ کر دیں کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے جو ایک انتہائی قابل کراہت عمل ہے اور کم از کم ہم اس عمل میں شامل ہونے سے انکار کریں اور عمل سے یہ ظاہر کر دیں کہ ہم کسی مردہ بھائی کا گوشت نہیں کھا سکتے۔ قرآن پاک نے اور حدیث شریف نے یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ بہت سے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ امت مسلمہ میں ایک سے زیادہ مسالک پائے جائیں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ حضرت جبرئیلؑ نے خود نمازوں کے اول اور آخر وقت تشریف لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے اول و آخر اوقات کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ ان اوقات کے درمیان نماز پڑھنا درست ہے (بخاری، مسلم)۔ اگر نماز جیسی بنیادی عبادت میں اس بات کی گنجایش رکھی گئی تو اور بہت سے معاملات میں اختلاف کیوں نہیں ہو سکتا۔ ہاں، اختلاف کا جو ادب و اخلاق ہے، اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔

ہمارا اصل مسئلہ اختلاف نہیں اختلاف کے ادب کا ہے۔ جب تک امت مسلمہ کو تعلیم اور ابلاغ عامہ کے ذریعے سے یہ بات نہ سمجھائی جائے گی کہ وہ اخوت و محبت کے ساتھ ساتھ ایک سے زائد مسالک اختیار کر سکتی ہے، اس وقت تک ہم معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر کہتے رہیں گے۔ اسلام چاہتا ہے کہ وسعت و رواداری کو اختیار کیا جائے اور معمولی معمولی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے جن امور میں کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے قیام میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر تعاون کیا جائے۔ کیا نماز کے اوقات اور نماز میں رفع یدین یا آمین بالجہر پر اختلاف کے باوجود ہم مل کر امت مسلمہ کو صلوٰۃ کی پابندی کی طرف نہیں بلا سکتے؟ کیا ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان تک دین کی دعوت پہنچانے کا کام نہیں کر سکتے؟ کیا یہ عقلی رویہ ہے کہ فرضیت صلوٰۃ جس پر کوئی اختلاف نہیں، اس کو چھوڑ کر نماز کے دوران بعض معمولی اختلاف پر تو مناظرے اور جھگڑے ہوں لیکن جو لوگ خود کو دین کا مبلغ سمجھتے ہیں وہ جس بات پر کوئی اختلاف نہیں، یعنی خود نماز کا ادا کرنا، اسے بھول جائیں، اس پر نہ متوجہ کریں نہ گرفت کریں! دراصل ہمیں اپنے طرز عمل پر تنقیدی نگاہ ڈال کر اس کی اصلاح کرنی ہوگی۔ اس کے بعد معمولی اختلاف ہوں یا بڑے، وہ تشدد، نفرت اور زیادتی پر نہیں ابھار سکتے بلکہ اختلافات کے باوجود ہم ایک دوسرے سے محبت و تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ خود صحابہ کرامؓ اختلافات کے باوجود ایک دوسرے پر جان دیتے تھے اور اپنے بھائی کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ اسلام اخوت اور بھائی چارے کا نام ہے۔ یہ افتراق و دشمنی کا دشمن ہے اور چاہتا ہے کہ امت ایک جسد واحد کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرح ہو جس میں ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو تمام جسم درد کی ٹیسیں محسوس کرے۔ یہ ٹوٹنے کی نہیں جوڑنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپؐ کو صلہ رحمی کے لیے بھیجا گیا، قطع رحمی کے لیے نہیں۔ آج صلہ رحمی کی ضرورت سب سے زیادہ ہے۔ ہم امت مسلمہ کو صرف محبت و اخوت کے ذریعے ہی دوبارہ اس بلندی پر لے جاسکتے ہیں جو اس کا مقدر تھی۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

منشورات کی تازہ ترین پیش کش

سچی بات

محترم خرم مراد نے بھارت کی قید سے

اپنے بیٹے کے نام لکھے گئے خطوط

۲۵ سال بعد ــــــ پہلی بار

ہر نوجوان کی زندگی کے لئے راہنمائی

صفحات: ۸۸ قیمت: ۱۲/= روپے ۸۰۰/= روپے سیکڑہ

تحفہ رمضان: سال گزشتہ کے ۱۰ کتابچوں میں نئے اضافوں کے ساتھ

آج ہی طلب کیجئے

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور 54570۔ فیکس: 042-7832194

© rasailojaraid.com